تحریک جدید کے
چالیسویں سال کا اعلان

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۹؍نومبر ۱۹۷۳ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ)

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا:-

پچھلے جمعہ، ہفتہ اور اتوار کو مجلس خدّام الاحمدیہ مرکزیہ کا سالانہ اجتماع تھا۔ اُس کے معاً بعد دورانِ سر کا بڑا شدید حملہ ہوا جس کا اثر ابھی تک باقی ہے۔

اس وقت میں تحریک جدید کے چالیسویں سال کا اعلان کروں گا۔ تحریک جدید جماعت احمدیہ کی تاریخ میں اپنا ایک مقام رکھتی ہے۔ تحریک جدید کی ابتداء سے قبل اگرچہ احمدیت دُنیا کے ملک ملک میں پہنچ چکی تھی اور قریباً ہر ملک میں دو ایک خاندان احمدیت کی طرف منسوب ہونے والے تھے۔ لیکن منظّم طور پر اُس وقت کے ہندوستان سے باہر ابھی کام نہیں شروع ہوا تھا۔ اگرچہ جماعت اپنے مرکز اور اُس ملک میں جہاں جماعت کا مرکز تھا مضبوط ہو رہی تھی اور پھیل رہی تھی اور وسعت اختیار کر رہی تھی اور طاقت پکڑ رہی تھی لیکن اپنے مرکز کے ملک سے باہر منظّم اور وسیع اور مؤثر اور کامیاب کام ابھی شروع نہیں ہوا تھا۔ پھر ''تحریک'' کی ابتدا ۱۹۳۴ء میں ہوئی تو جس طرح کوئی طاقت اپنی حدود میں سما نہ سکے اور پھر وہ زور لگا کر باہر نکلے اور پھیلے اس طرح جماعت احمدیہ کی طاقت جس کو اللہ تعالیٰ نے دُنیا میں اسلام کے غلبہ کے لئے قائم کیا تھا ملک ہند میں سما نہ سکی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کئے کہ وہ ملک ہند سے باہر نکلی اور بڑے زور اور جذبہ اور قربانیوں کے ساتھ جماعت نے بیرون ہند غلبۂ اسلام کی مہم کی

کامیاب اور شاندار ابتداء کی۔ ہماری جماعتیں جو بڑی کثرت سے نائیجیریا میں یا غانا یا سیرالیون میں پائی جاتی ہیں یا مشرقی افریقہ کے بہت سے ممالک میں ہیں یا یورپ کی مساجد یا وہاں کے مشن ہاؤسز (Mission Houses) اور یورپ میں جو لمبے عرصہ سے ایک کام ہو رہا ہے۔ یہ بھی تحریک جدید کا کام ہے۔ صرف ایک مسجد انگلستان میں اس سے پہلے بنی تھی لیکن وہ بھی انگلستان میں تبلیغ کی ابتداء تھی۔ اور انسان کی تدبیر پر اللہ تعالیٰ کی تقدیر غالب آتی ہے اور انسان کے منصوبوں پر اللہ تعالیٰ کا منصوبہ حاوی ہوتا ہے۔ ہمیں اسلام کو غالب کرنے کے لئے تدبیر کرنے اور منصوبے بنانے کا حکم ہے لیکن ہمارا یہ مشاہدہ ہے کہ ہم جس رنگ میں کوئی تدبیر یا منصوبہ بناتے ہیں اللہ تعالیٰ اس سے مختلف رنگ میں کامیابی بخشتا ہے۔ اور اس کے اثر کو بڑی شدت کے ساتھ ایک دوسری شکل میں دُنیا بھر میں قائم کرتا ہے۔

انگلستان میں اگرچہ مسجد اور مبلّغ کا مکان یا مشن ہاؤس جو خریدا گیا تھا وہ ''تحریک'' سے پہلے بن گیا تھا۔ قریباً دس سال پہلے اُس کی ابتداء ہوگئی تھی پھر کچھ وقت اُس کو بننے میں لگا۔ لیکن منصوبہ پہلے تیار ہو چکا تھا۔ اور آہستہ آہستہ کام ہو رہا تھا اور زیادہ تر کام یہ ہو رہا تھا کہ وہ لوگ جو اسلام کے متعلق غلط فہمیوں میں اس وجہ سے مبتلا تھے کہ اُن تک خبریں پہنچانے والے متعصب جان بوجھ کر غلط باتیں اسلام کے ماضی اور اُس کی انفرادیت کے متعلق اور اسلام کی عظمت کو گرا کر ایک پستی کی شکل میں پادری لوگ اِس دُنیا میں جس کا مَیں ذکر کر رہا ہوں (یعنی یورپ میں) پیش کر رہے تھے۔ پھر اِس محاذ پر یعنی خیالات میں تبدیلی پیدا کرنے کے محاذ پر ایک جنگ لڑی گئی اور کافی حد تک کامیابی کے ساتھ وہ اپنے آخری دور میں پہنچ رہی ہے۔

ایک متوازی حرکت تھی۔ ایک طرف انسان کی، اُس انسان کی جو مہدی معہود پر ایمان لا کر خدا تعالیٰ کا فدائی بن چکا تھا۔ ایک مہم تھی جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے متعدد جگہ فرمایا ہے۔ وہ یہ تھی کہ وہ بنیادی چیزیں جو اسلام کے مقابلہ میں غلط ہیں لیکن کھڑی کی جاتی ہیں ان کی وجہ سے اسلام کی راہ میں مشکلات ہیں۔ اُن کو مٹا دیں۔ مثلاً جہاں تک عیسائی دُنیا کا تعلق ہے اور یہ بہت وسیع دُنیا ہے۔ تثلیث کا مسئلہ، کفارہ کا عقیدہ اور مسیح علیہ السلام کی غلو والی محبت یہ تین چیزیں بنیادی طور پر اسلام کے راستہ میں روک تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی تقدیر ان روکوں کو دور کرے گی۔ چنانچہ اب بہت جگہ آپ کو عجیب نظارہ نظر آئے گا۔ یا ماحول آپ دیکھیں گے کہ کیتھولک سے اگر آپ بات کریں تو وہ کہتے ہیں ہم تو خدائے واحد کو ماننے والے ہیں۔ اور ایک سے زائد خدا پر ایمان نہیں رکھتے۔ تمہارا سارا ماضی تثلیث اور اُس کی حمایت کے لئے تحریر وتقریر سے بھرا پڑا ہے۔ تمہاری آوازیں فضا میں ابھی تک گونج رہی ہیں۔ آج تم انکار کرتے ہو؟ یہ تبدیلی اُس عرصہ میں ہوئی ہے جس کے متعلق پیشگوئی کی گئی تھی کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے فرشتوں کو نازل کر کے حالات کو بدلے گا۔ کفارہ کے مسئلہ کا نام آج تمسخر کے لئے تو لیا جا سکتا ہے۔ وہ خود کہتے ہیں کہ یہ غلط ہے اور نامعلوم کن لوگوں نے کس خیال کے ماتحت ایسا مسئلہ گھڑا تھا۔ ہم تو اسے نہیں مانتے۔ اور جہاں تک مسیح علیہ السلام کی محبت کا سوال ہے وہ تو دلوں سے اس طرح مٹی کہ ہمارے لئے دُکھ کا باعث بن گئی۔ اِس دورہ میں ایک جگہ میں نے کھل کر (اور ویسے عام طور پر باتوں باتوں میں) اِس کا ذکر کیا اور پریس کانفرنس میں مجھے کہنا پڑا میں نے کہا دیکھو ہم مسیح علیہ السلام کو خدا کا بیٹا یا خدا نہیں مانتے لیکن ہم مسیح علیہ السلام کو خدا کا ایک برگزیدہ رسول مانتے ہیں۔ ان کی رسالت پر جیسا کہ باقی تمام انبیاء کی رسالت پر ایک مسلمان کا ایمان لانا ضروری ہے ہم ایمان لاتے ہیں لیکن ہم حیران ہیں کہ تم جو بڑی شدت کے ساتھ اور غلوّ کے ساتھ اُن کے پیار کا دعویٰ کرتے ہو۔ تمہارے پیار کا یہ نتیجہ ہے کہ ایک بِشپ صاحب نے چرچ کے اندر کھڑے ہو کر یہ اعلان کیا کہ ساری عمر کی تحقیق جو میں نے حضرت مسیح علیہ السلام کی زندگی کے متعلق کی اُس کا نتیجہ میں یہ نکالتا ہوں کہ ....۔ میں نے کہا یہ تمہاری محبت کا تقاضا ہے۔ سو وہ غلوّ تو ٹوٹ چکا ہم نے نہیں توڑا نہ ہم اِس حد تک توڑ سکتے تھے کیونکہ ہم تو مسیح علیہ السلام کو خدا کا ایک برگزیدہ نبی مانتے ہیں لیکن ان کے دلوں کو جھنجوڑا گیا اور وہ صداقت پر قائم رہنے کی بجائے چھلانگ لگا کر دوسری طرف چلے گئے۔ اور پہلے ایک انتہا پر تھے اب دوسری انتہاء پر پہنچ گئے۔ صراط مستقیم نہ پہلے ان کے پاس تھا نہ بعد میں رہا۔ لیکن شکل بدل گئی اور یہ ہمیں پہلے سے بتایا گیا تھا۔ پس یہ متوازی حرکتیں تھیں۔ ایک جماعت احمدیہ کے مخلصین کی خدا کی راہ میں جدوجہد اور مجاہدہ جو خیالات میں تبدیلی پیدا کر رہا تھا۔ لٹریچر تقسیم کر کے، صداقت اُن کے

سامنے رکھ کر۔ تقریر سے، گفتگو سے، تحریر سے، اخبارات میں مضمون شائع کرنے سے اور پہلے بھی میں نے بتایا مثلاً اس مرتبہ میں نے جو اسلام کی تعلیم کا رُخ اور پہلو اُن کے سامنے رکھا۔ اسلام کی تعلیم تو بڑی وسیع ہے اس کی تفاصیل گھنٹے یا دو گھنٹے کی پریس کانفرنس میں تو نہیں بتائی جاسکتیں۔ بعض پہلوؤں کا انتخاب کر کے اُن کو قائل کرنے کے لئے بتانے پڑتے ہیں تو کسی ایک شخص نے کسی ایک جگہ بھی یہ نہیں کہا کہ جو باتیں آپ ہم سے کر رہے ہیں اور اسلام کا یہ پہلو جو آپ ہمارے سامنے رکھ رہے ہیں ہم اس سے اختلاف کرتے ہیں۔ اور اسے ماننے کے لئے تیار نہیں بلکہ ہر جگہ ان کے سر اقرار میں ہلے۔ جیسا کہ میں نے کہا ایک دو افراد نے مجھ سے یہ سوال کیا کہ آپ جو باتیں ہمیں بتا رہے ہیں یہ بہت اچھی ہیں اور اس کی تعلیم بہت ہی اچھی ہے اور حسین ہے لیکن ہمارے عوام تک پہنچانے کے لئے آپ نے اس کا کیا انتظام کیا ہے۔ تحریک جدید نے پڑھے لکھے لوگوں کے خیالات میں جو کہ اسلام کے خلاف فضاء کو خراب کرنے والے تھے تبدیلی پیدا کی۔ لیکن ابھی عوام تک پہنچنے کا وقت نہیں آیا تھا۔ اس لئے ایسا سوال کیا گیا۔ جس کا جواب یہی تھا کہ تمہارے عوام تک پہنچنے کی بھی کوشش کریں گے۔ بہرحال ساری دُنیا پر روحانی یلغار پہلی مرتبہ خدا تعالیٰ کے محبوب مہدی علیہ السلام کی جماعت نے جو کہ وہ تحریک جدید کے ذریعہ ہوئی اور جس طرح ایک بہادر اور شجاع اور نڈر اور ایک جانثار فوج کی صفیں بے دھڑک دشمن کے علاقہ میں گھستی چلی جاتی ہیں۔ اسی طرح ہمارے مبلغین دُنیا کے ملک ملک میں جہاں بھی اُنہیں بھیجا گیا وہاں چلے گئے۔ اور کوئی پرواہ نہیں کی کہ وہاں کے حالات کیا ہیں اور ہمیں کیا تکالیف برداشت کرنا پڑیں گی۔ اور ایک لمبی جدوجہد کے بعد جس کی ابتداء قریباً چالیس سال پہلے ہوئی یہ ہماری زندگیوں کے لحاظ سے بڑی لمبی جدوجہد ہے۔ اجتماعی اور قومی اور جماعتی زندگی میں تو یہ چالیس سال کا زمانہ ایسا لمبا زمانہ نہیں۔ لیکن انفرادی طور پر ایک نسل کی زندگی میں بڑا زمانہ ہے۔ اتنی جدوجہد کے بعد ملک ملک میں اُنہوں نے اپنے مقام ہدایت اور روشنی کے مینار کھڑے کئے اور کام کیا اور صفِ اوّل کا کام کیا۔ اور پہلی صف میں جو خلا پیدا ہو جاتا ہے اُس کو پُر کرنے کے لئے ہمارے مبلغین جاتے ہیں۔ اُن کو وہ تکلیف تو برداشت کرنا نہیں پڑتی۔ ہمارے نذیر احمد علی صاحب شہید (اللہ تعالیٰ ان کے

درجات کو بہت بلند کرے) سیرالیون میں مدفون ہیں۔ جب وہ پہلی مرتبہ بھیجے گئے۔ وہ خدا کا ایک دلیر سپاہی تھا۔ مجھے افریقیوں نے بتایا ہے کہ اُنہوں نے یہ کرنا شروع کیا کہ کتابوں کی گٹھڑی کچھ اپنے سر پر کچھ کسی دوسرے کے سر پر رکھ کر ایک گاؤں میں گئے۔ وہاں کے لوگوں نے کہا ہم تمہیں ماریں گے۔ نکل جاؤ یہاں سے! اُنہوں نے جواب دیا ٹھیک ہے میں لڑنے نہیں آیا۔ میں تو ایک صداقت تمہارے سامنے رکھنے آیا ہوں۔ تمہیں پسند نہیں تو میں چلا جاتا ہوں۔ پھر اگلے گاؤں میں گئے۔ پھر وہاں سے بھی نکالے گئے یہاں تک کہ دو چار گاؤں کے بعد پھر کسی شریف آدمی نے کہا کہ کہاں مارے مارے پھرو گے تمہیں پناہ دے دیتا ہوں۔ پھر وہاں اُنہوں نے قیام کیا۔ اور اُنہیں باتیں بتائیں۔ سچی باتیں دل پر اثر کرتی ہیں۔ اس طرح اُنہوں نے تبلیغ کی اب جو ہمارا نوجوان سیرالیون میں جاتا ہے جہاں اُن کی قبر ہے تو وہ ایک بنے بنائے مضبوط قلعے میں جاتا ہے۔ اُس کو تو کوئی تکلیف نہیں۔ اُس کو سر کے اوپر کتابوں کا بنڈل رکھ کر نہیں گھومنا پڑتا۔ پھر بھی بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں زیادہ تکلیف ہے۔ اُن کے مقابلہ میں تمہیں زیادہ تکلیف کیسے ہوگئی۔ بہرحال صف اوّل کی تحریک جدید کو بیرون مرکز تبلیغ کی ابتداء کرنے اور کامیاب کرنے کی خصوصیت حاصل ہے۔ ایک صف نکلی تھی جو علاقوں میں پھیل گئی۔ اب ہماری دوسری صفیں مثلاً نصرت جہاں کی سکیم کے ماتحت کنسولی ڈیشن (Consolidation) یعنی ان پہلی صفوں کو استحکام بخش رہی ہیں۔ جن علاقوں میں اُنہوں نے احمدیت قائم کی۔ احمدیت کے اثر ورسوخ کو مستحکم اور زیادہ کرنے کے لئے اور پھر ان مبلغین کو اس معنی میں امداد کرنے کے لئے کہ لوگ زیادہ توجہ کریں اور صحیح اسلام کو سیکھنے کی کوشش کریں۔ اس کے لئے ہم کثرت کے ساتھ اب استاد اور ڈاکٹر بھیج رہے ہیں اور وہاں سکول کھولے گئے ہیں۔ ایک نیا سکول کھلا ہے۔ پرسوں مجھے ایک خط آیا ہے کہ پرانے سکولوں سے سرٹیفکیٹ لے کر ہماری طرف آرہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ بہرحال اس وقت جہاں تک غلبۂ اسلام کی مہم کا سوال تھا شکل تو بدل گئی ہے لیکن یہ حقیقت کبھی فراموش نہیں کی جاسکتی کہ پہلی صف جو دُنیا پر اسلام کے غلبۂ کے لئے روحانی ہتھیار لے کر روحانی اسلحہ کے ساتھ جو آگے بڑھے اور اُنہوں نے یلغار کی وہ تحریک جدید اور بعض لحاظ سے اُس کی صف اوّل ہے۔ یہ کام بڑا اہم تھا اور شاندار نتائج کا

حامل بنا اور اپنے ان بھائیوں کے لئے جو اس میں شامل ہوئے اور جنہوں نے ہر قسم کی تکالیف برداشت کر کے ملک ملک میں جا کر خدا کے نام کو بلند کیا اور اس کی توحید کو قائم کیا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیار دلوں میں بٹھایا۔ یہ صف اوّل تحریک جدید کی صف ہے۔ تحریک جدید کے قیام سے پہلے اس طرح کی کوئی مہم نہیں تھی اور تحریک جدید کے قیام کے بعد اور بہت سی صفیں پیدا ہو گئیں۔ اور آئندہ بھی ہوں گی لیکن جیسا کہ میں نے بتایا نصرت جہاں سکیم جس کا کام ابھی تک مستحکم کرنا تھا یعنی تحریک جدید کی صف اوّل نے جن علاقوں کو خدا کے نام پر اسلام کے لئے فتح کیا تھا ان علاقوں میں اسلامی تعلیم کی ممد و معاون ہونے کے لئے ایک سکیم چلائی گئی ہے اور اس کی اپنی برکتیں ہیں اور اس کے اپنے نتائج ہیں۔ اس کے بعد دوسری صفیں آئیں گی۔ اور اِن صفوں میں سے نکل کر آگے گذر جائیں گی۔ جیسا کہ دُنیا کا طریق ہے جیسا کہ قانون قدرت ہے کہ ہر لہر کے بعد ایک دوسری لہر آتی ہے جو اُس پانی کو آگے لے کر جا رہی ہوتی ہے۔ جس طرح مادی پانی کو سمندر کی لہریں یکے بعد دیگرے اُس کے مدّ کے وقت آگے ہی آگے پہنچاتی ہیں اسی طرح اس روحانی پانی کی پہلی لہر جس نے ظلمات کے کناروں پر یلغار کی اور آگے بڑھی وہ تحریک جدید ہے۔ وہ صف اوّل ہے وہ پوانیر (Poinear) یعنی ہراوّل دستے ہیں۔ وہ ہم میں سے پہلے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بہترین اور احسن جزا دے جنہوں نے غلبۂ اسلام کی ایسی مہم میں پہل کی اور دُنیا میں نکلے اور علاقوں کو خدا اور اس کے رسول کے لئے فتح کیا اب یہ ایک دوسری لہر آئی ہے جو استحکام کا کام کر رہی ہے اور ''آگے بڑھنے'' کے لئے حالات پیدا کر رہی ہے پھر ایک اور صف پیچھے سے آئے گی جو ان صفوں سے آگے نکل جائے گی یہاں تک کہ اسلام ساری دُنیا میں غالب آ جائے گا۔ اور خدا تعالیٰ کا وعدہ اپنی پوری شان اور کامل عروج کے ساتھ پورا ہوگا۔ اور ہمارے دل جن کی زندگیوں میں اللہ تعالیٰ یہ حالات پیدا کرے گا خدا کی حمد سے اور خدا کی پیدا کردہ خوشیوں سے معمور ہو جائیں گے۔ بہرحال تحریک جدید کی اہمیت نظر انداز نہیں کی جا سکتی۔ نہ اُن کو بھلایا جا سکتا ہے جنہوں نے ان مشکلات کے وقت میں دُنیا میں مہدی کی پکار پر لبیک کہتے ہوئے اسلام کے لئے باہر نکل کر تکالیف برداشت کیں اور اسلام کے لئے کام کیا۔ یہ کام ختم نہیں ہوا یعنی تحریک جدید کا حملہ ایک جگہ تک گیا۔ پھر اور

صفیں تیار ہو رہی ہیں۔ مبلّغ تیار ہو رہے ہیں۔ کتابیں طبع ہو رہی ہیں۔ وہ بھی جائیں گے جماعت میں وسعت پیدا ہو رہی ہے کسی اور نام کے ساتھ بھی لوگ باہر جائیں گے لیکن تحریک جدید کا نام ہماری تاریخ سے محو نہیں کیا جا سکتا۔ اسے قیامت تک چلنا ہے اور اسے کامیاب رکھنے کے لئے جس قسم کی قربانیوں کی ضرورت ہے بہر حال اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل سے ہم نے ان قربانیوں کو اُس کے حضور پیش کرنا ہے۔

تحریک جدید کی اہمیت کے ایک پہلو کو نمایاں کر کے میں نے اس وقت آپ کے سامنے رکھا ہے۔ اُنتالیس سال گزر چکے ہیں اور قیامت تک خدا تعالیٰ بہتر جانتا ہے کتنے سال اور گذریں گے ہر سال ہم نے پہلے سے آگے قدم رکھنا ہے۔ ہر سال ہمارے کام میں وسعت اور شدت پیدا ہو گی اور ہر سال جماعت کی وسعت کے ساتھ جماعت کی قربانیوں میں بھی ایک وسعت پیدا ہو گی۔اس وقت میں چالیسویں سال کا اعلان کر رہا ہوں۔ اس سے قبل چونتیسویں سال سے لے کر اُنتالیسویں سال کے وعدوں کی رفتار یہ ہے۔تحریک جدید کے چونتیسویں سال میں پانچ لاکھ پچاس ہزار روپے کے وعدے تھے۔

پینتیسویں سال میں چھ لاکھ تیس ہزار کے وعدے تھے۔ چھتیسویں سال میں چھ لاکھ پینسٹھ ہزار روپے کے وعدے تھے۔ سینتیسویں سال میں ملک کے حالات کے لحاظ سے ایک جھٹکا لگا۔ گو ہمارا قدم پیچھے تو نہیں ہٹا لیکن وعدوں میں کمی آ گئی۔ اور اُس سال چھ لاکھ اڑتیس ہزار روپے کے وعدے تھے اور پھر جماعت نے سنبھالا لیا اور ظاہری طور پر بھی پیچھے تو جماعت کبھی نہیں ہٹی نہ ایک جگہ ٹھہری ہے لیکن ملک کے حالات کی وجہ سے جس کی تفصیل میں اس وقت جانا مشکل ہے۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ وعدے کم ہیں لیکن عملاً کم نہیں۔ اڑتیسویں سال میں چھ لاکھ پچھتر ہزار روپے کے وعدے اور اُنتالیسویں سال میں سات لاکھ دس ہزار روپے کے وعدے تھے اور اگر آپ کوشش کریں اور اللہ تعالیٰ میری دعائیں قبول فرمائے تو میں نے جو سات لاکھ نوے ہزار روپے کا نشانہ مقرر کیا ہے اس سال وہ آپ پورا کر دیں۔ وہ میں نے آپ کے سامنے ایک آئیڈیل (Ideal) (مثالی) چیز رکھی ہے۔ اِس سال سات لاکھ نوے ہزار روپے کے وعدے ضرور آ جانے چاہئیں۔

وعدوں کے لحاظ سے آمد قریباً ہر سال ہی زیادہ ہوتی ہے۔اس واسطے اُس کی تفصیل میں مَیں نہیں جاتا۔آپ سات لاکھ نوے ہزار کے وعدے کریں اور اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے گا اس سے زیادہ قربانیاں اُس کے حضور پیش کرنے کی۔

وعدے پیش کرنے اور دفتر میں ریکارڈ کروانے کی آخری تاریخ (۳۱؍فتح ھش ۱۳۵۲) ۳۱؍دسمبر ۱۹۷۳ء ہے۔اسے نہ افراد بھولیں نہ جماعتیں اسے نظر انداز کریں اور ۳۱ دسمبر تک چالیسویں سال کے وعدے سات لاکھ نوے ہزار تک پہنچائیں۔سات لاکھ دس ہزار کے مقابلہ میں اسی ہزار کا اضافہ کوئی مشکل امر نہیں ہے۔ہمت کریں اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق دے گا۔

بعض نے وعدے پیش کر دیئے ہیں۔ غالباً بعض جماعتوں کی طرف سے بھی آ گئے ہیں۔ہماری آپا صدیقہ صاحبہ (جنہیں آپ اُمّ متین کہتے ہیں) اُنہوں نے ابھی مجھے اپنا وعدہ بڑھا کر اور عزیزہ امتہ العلیم صاحبہ (بنت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب) کا وعدہ یہاں آتے ہوئے دیا تھا اور بھی بہت سے وعدے ہو جائیں گے لیکن دسمبر کے آخر تک پورے کے پورے وعدے آ جانے چاہئیں۔ہمارا وعدوں کا سال نومبر کے اوائل سے شروع ہوتا ہے اور ہماری ادائیگیوں کا سال اپریل کے آخر میں ختم ہوتا ہے۔ یہ جو بیچ کا زمانہ ہے اس میں سب وعدے آتے ہیں اور کچھ ادائیگیاں بعض لوگ ہمت کر کے کر دیتے ہیں۔یا جنہوں نے اپنا معمول یہ بنا لیا ہے کہ اس عرصہ میں پہلے دے دیں گے۔اور بعض کا معمول ویسے ہی کسی وجہ سے شروع سے یہ بن گیا کہ وہ ادائیگیاں یکم مئی کے بعد کریں گے۔ بے خیالی میں اُنہوں نے اپنا معمول یہ بنا لیا ہے۔اور پھر ایک سال میں دو سال کے وعدے تو نہیں دے سکتے۔اس لئے اُن کا وہی معمول چل رہا ہے۔بعض لوگ پہلے ہی دے دیتے ہیں۔ بہرحال تحریک جدید کا سال نومبر کے شروع میں شروع ہوتا ہے اور اُسی کے چالیسویں سال کی ابتدا کا میں اعلان کرتا ہوں۔ اِس اعلان کے ساتھ کہ وعدے ۳۱ دسمبر تک سات لاکھ نوے ہزار ہو جانے چاہئیں۔اور اِس اُمید کے ساتھ اور دعاؤں کے ساتھ کہ سالِ رواں کے جو وعدے سات لاکھ دس ہزار روپے کے ہیں جماعت اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے اُس سے زیادہ رقم اِس سال کے تحریک جدید کے چندوں میں اپریل کے آخر تک ادا کر دے گا اور پھر دوسرا ابھی یہ کچھ عرصہ ہے جس میں کھتائی کے لحاظ

سے دونوں سال اکٹھے چلتے ہیں اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے کچھ اور صفیں تیار کی گئیں اور کچھ اور قربانیاں دینے والے آگے آئے اور تحریک جدید کے اُن علاقوں میں جن پر تحریک جدید کی پہلی صف نے روحانی طور پر قبضہ کیا۔ جسمانی اور مادی اور ظاہری سیاست میں احمدی کو کوئی دلچسپی نہیں۔ اس لئے جب ہم ایسے الفاظ بیان کرتے ہیں یا ایسی اصطلاحیں ہماری زبان پر آتی ہیں تو صرف روحانی طور پر مراد ہوتی ہے۔ پس روحانی طور پر بعض علاقوں پر تحریک جدید کی پہلی صفوں نے قبضہ کیا۔ اور انہیں مستحکم کرنا شروع کیا اور ’’نصرت جہاں آگے بڑھو‘‘ کے منصوبہ کے ماتحت اس میں اور استحکام پیدا کرنے کی کوشش کی گئی اور بعض نئی جگہوں پر اس ہتھیار کے ساتھ جو خدمت کا زبردست ہتھیار ہے اس کے ذریعہ سے فضا کو سازگار کرنے کی مستقل طور پر کوششیں کی جا رہی ہیں۔ اور تحریک جدید نے اور بھی بہت سے کام کرنے ہیں زمانہ کے حالات جب سے آدمؑ پیدا ہوئے بدل رہے ہیں۔ ہمارے ملک میں ایک وقت میں زرمبادلہ کی کوئی کمی نہ تھی جتنی ہمیں ضرورت ہوتی تھی ہم باہر خرچ کر سکتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ کے علم میں تو تھا کہ اس قسم کی ایک دقّت پیدا ہونے والی ہے۔ اتنی دقت پیدا ہوئی کہ اب ہمیں اپنے ملک سے کوئی زرمبادلہ باہر بھجوانے کے لئے نہیں ملتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے بیرون پاکستان جماعت کو اتنا استحکام بخشا ہے کہ بیرون پاکستان کی جماعتیں بیرون پاکستان اپنے تمام اخراجات پورے کرنے کے بعد اپنے ریزرو (Reserve) (اندوختہ) بنا رہی ہیں۔ حالانکہ ۱۹۴۴ء سے پہلے ایک دھیلہ بھی ان کی کھتائی میں نہیں آیا تھا۔ اتنا عظیم انقلاب ۱۹۴۴ء سے ۱۹۷۳ء کے درمیان ہو گیا ہے زمانہ میں تبدیلی کے ساتھ ہماری سوچ اور فکر کا انداز بھی بدلتا ہے اور اللہ تعالیٰ نئی راہیں ہمارے لئے کھولتا ہے اور مختلف نئے دروازے ہمارے لئے پیدا کرتا ہے۔ اخلاص کی نئی بارشیں آسمان سے نازل ہوتی ہیں اور احمدی کے سینہ و دل کو معمور کر دیتی ہیں اور وہ قربانی دیتا ہے۔ باہر کی جماعتیں اتنی قربانی دینے لگی ہیں کہ بعض دفعہ یہ شک ہوتا ہے کہ کہیں قربانیوں میں وہ مرکز کی جماعتوں سے آگے نہ نکل جائیں۔ پھر جتنی وسعت ملک سے باہر پیدا ہوگی اسی نسبت سے اس سے کہیں زیادہ وسعت اور استحکام اور مضبوطی اور بنیادوں میں پھیلاؤ ہمارے ملک میں مرکز میں ہونا چاہیئے۔ اس کے لئے بھی اللہ تعالیٰ سامان

پیدا کرتا ہے۔ اس کے لئے بھی آپ قربانیاں دیں اور میں تو اللہ تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہنے والا نمبر ایک ہوں۔ ہم اُس کی راہ میں قربانیاں دیں گے کیونکہ ایک فرض انفرادی ہوتا ہے اور ایک عہدہ کے لحاظ سے فرض ہوتا ہے ہر احمدی پر بہت سی ذمہ داریاں ہیں لیکن احمدی عہدیداروں پر اپنی ذمہ داریاں ہیں۔ عہدے کے لحاظ سے وہ ہر فرد جماعت کی ذمہ داریوں سے مختلف ہیں۔ وہ بھی ایک ذمہ داری ہے اور جو امام اور خلیفۂ وقت ہوگا اس کی سب سے بنیادی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اس شخص کا خلیفہ اور نائب ہے جس کی زبان سے یہ کہلایا گیا ہے اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ (الانعام:۱۶۴) وہ اوّل ہونے کے لحاظ سے قربانیاں دینے میں بھی اول ہے اور مجھ سے پہلوں نے بھی قربانیاں دیں اور ہم بھی ہر وقت تیار ہیں۔ جس قسم کی قربانی کی بھی ضرور ہوگی اس میں اوّل نمبر تمہارا امام ہوگا۔ ہم سائق نہیں قائد ہیں۔ آگے جا کر آپ لوگوں کو پیچھے دوڑانے والے ہیں کہ آؤ خدا کی راہ میں یہ قربانیاں دیں۔ اور جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بشاشت کے ساتھ قربانیاں دیتی ہے جس قسم کی بھی قربانیاں اللہ تعالیٰ ہمارے ملک میں یا دوسرے ملکوں میں لینا چاہتا ہے تو جماعت خدا کے فضل سے تربیت یافتہ ہے اور ایثار پیشہ ہے اور خدا تعالیٰ کی راہ میں خلیفۂ وقت اور امام وقت کی قیادت میں ہر قربانی دینے کیلئے ذہنی طور پر تیار ہے اور عملاً اس کے نمونے وہ پیش کر رہی ہے جو مطالبہ کیا جاتا ہے اسے پورا کر رہی ہے۔

تحریک جدید کی مہم کے لئے بھی غیر ممالک زرمبادلہ جمع کریں گے ہم یہاں سے روپیہ نہیں دے سکتے۔ کتابیں بھجوا سکتے ہیں۔ مبلغ بھجوا سکتے ہیں۔ مبلغوں کے قیام پر خرچ کر سکتے ہیں۔ لیکن زرمبادلہ کی شکل میں ہم باہر رقم نہیں بھجوا سکتے۔ اس وقت میں موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے بیرون پاکستان کی احمدی جماعتوں کو بھی اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے کم از کم دو مشن ایسے ہیں جہاں کی مسجدیں مرمت طلب ہیں اور ان پر میرے اندازے کے مطابق دس ہزار پاؤنڈ کے قریب رقم (جو زیادہ نہیں ہے) خرچ آئے گی۔ اس کا انہیں انتظام کرنا چاہیئے۔ اس کے علاوہ ہمیں دو نئی جگہ مساجد کی تعمیر اور مشن ہاؤسز (Mission Houses) کی تعمیر کرنا ہوگی۔ اور اس کے لئے بھی ہمیں ممکن ہے بیس ہزار یا شاید تیس ہزار پاؤنڈ خرچ کرنا پڑیں گے۔ پس بیرون پاکستان کی احمدی جماعتوں کو ابھی سے اس ذمہ داری کے ساتھ اٹھانے کے لئے تیاری

شروع کر دینی چاہیئے۔ جہاں ہماری ضرورتیں اب سامنے آ رہی ہیں ان میں سے ایک ناروے ہے اور ایک سویڈن ہے۔ پھر اس کے بعد ان قریب قریب چار ممالک میں سے فن لینڈ رہ جائے گا جہاں اس لئے ضرورت ہے کہ وہ اشتراکیت کے علاقوں کی سرحدوں پر ہے اور وہاں مشن کا کھولا جانا بہت ضروری ہے اور ممکن ہے یورپ کے بعض اور علاقے ہوں جہاں ہمیں مشن کھولنا پڑیں۔ اور جب وہ مشن کھلیں گے تو وہاں ان کے لئے لٹریچر ان زبانوں میں مہیا کرنا اور دوسرے ایسے اخراجات جو یہاں ہو سکتے ہیں ان کا انتظام کرنا یہاں کی جماعتوں کا کام ہوگا۔

ایک اور بات جو میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ جماعت کے وہ نوجوان جن کو اللہ تعالیٰ نے زبان سیکھنے کا ملکہ عطا کیا ہو وہ صرف اس حد تک اپنے آپ کو وقف کریں کہ مجھے اطلاع دیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے زبان سیکھنے کا ملکہ عطا کیا ہے اور ہم غیر زبان بڑی سہولت اور آسانی سے سیکھ سکتے ہیں۔ پھر ان میں سے انتخاب کر کے اور اللہ تعالیٰ جنہیں توفیق عطا کرے ان کو ٹریننگ دلوا کر بہت سے ایسے نوجوان تیار کرنا پڑیں گے جو دوسری زبانیں جانتے ہوں۔ خود اپنے ملک میں بھی ایسی سندھی جاننے والے جو دقیق مذہبی اصطلاحات کا ترجمہ کر سکتے ہوں ان کی ہمیں ضرورت ہے ایسے پشتو بولنے والے جو دقیق مذہبی اصطلاحات کا پشتو میں ترجمہ کر سکیں ان کی ضرورت ہے۔ فارسی جاننے والوں کی ضرورت ہے اور عربی کے لئے تو بہت کچھ سہولتیں ہمارے پاس ہیں اتنی سہولت فارسی زبان کی نہیں۔ حالانکہ ہمارے لئے اول نمبر پر عربی زبان ہے دوسرے نمبر پر اردو ہے اور تیسرے نمبر پر فارسی زبان ہے۔ فارسی بڑی اہم ہے جماعت کے لئے اہم ترین تین زبانوں میں سے فارسی اس لئے بھی ہے کہ مہدی معہود جن کے آنے کی پیشگوئی تھی اور جو آ چکے اُن کو فارس النسل کہا گیا تھا۔ اور دوسرے دنیا میں جو مسلمان خطے کثرت سے پھیلے ہوئے ہیں ان میں بہت بڑا علاقہ فارسی بولنے والوں کا ہے۔ جو روس کے اندر تک گیا ہوا ہے۔ اور دنیا میں تبلیغ کے لئے جو زبانیں ہمیں چاہئیں ان میں سے پہلے محض انگریزی ہمارا کام کر دیتی تھی۔ اس لئے کہ دولت مشترکہ ساری دنیا میں پھیلی ہوئی تھی۔ اور انگریزی بولنے والے ملک ملک میں تھے۔ یہاں تک کہ یورپ کے وہ ممالک جو دولت مشترکہ کا حصہ نہیں تھے بلکہ انگریزوں سے برسرپیکار رہتے تھے وہ بھی اپنے بچوں کو انگریزی ضرور

سکھاتے تھے۔ مثلاً جرمنی، اس کی دو مرتبہ انگریزوں سے لڑائی ہوئی لیکن دوسری جنگ سے معاً پہلے جب میں آکسفورڈ میں پڑھا کرتا تھا تو چھٹیوں میں اِدھر اُدھر پھرا کرتا تھا۔ مجھے کرید کر پوچھنے کی عادت ہے اس دوران مجھے معلوم ہوا کہ جرمن سکولوں میں انگریزی ضرور پڑھائی جاتی ہے۔ وہاں دو قسم کے سکول ہیں ایک سائنس کے اور ایک آرٹس کے، آرٹس کے سکولوں میں دو زبانیں جرمن زبان کے علاوہ ضرور پڑھائی جاتی ہیں۔ ان میں سے ایک انگریزی ہے، یعنی عام طور پر ان کا اسّی فیصد طالب علم انگریزی جانتا تھا۔ لیکن اب وہ حالت نہیں رہی۔ اب تو اتنا فرق پڑ گیا ہے کہ میں نے خود محسوس کیا ہے کہ جرمن ملک میں اسّی فیصد کی بجائے انگریزی جاننے والے شاید ۱۰ فیصد رہ گئے ہیں۔ اور یہاں تک کہ جرمنی میں فرینکفرٹ کے مقام پر میری پریس کانفرنس ہوئی اور زیورک (سوئٹزرلینڈ۔ جہاں کا ایک بڑا حصہ جرمن زبان جانتا ہے) وہاں بھی ایک پریس کانفرنس ہوئی تو بہت سے پڑھے لکھے صحافی تھے جن کو بس واجبی سے انگریزی آتی تھی۔ فرینکفرٹ میں ایک صحافیہ اپنے دوسرے ساتھیوں کے لئے وضاحت کرتی تھی کہ میں یہ کہہ رہا ہوں۔ وہ سمجھتی تھی کہ اس کے ساتھی جو میں کہہ رہا ہوں وہ سمجھ نہیں رہے۔ پس پہلے جو اکیلی انگریزی زبان ہمارا کام کرتی تھی وہ اب نہیں کر رہی۔ اب ہمیں جرمنی میں تبلیغ کرنے کے لئے جرمن زبان کے ماہر اور فرانس میں تبلیغ کرنے کے لئے فرانسیسی زبان کے ماہر اور سپین میں تبلیغ کرنے کے لئے سپینش زبان کے ماہر اور ڈنمارک میں تبلیغ کے لئے ڈینش زبان کے ماہر اور سویڈن میں تبلیغ کے لئے سویڈش زبان کے ماہر اور ناروے میں تبلیغ کے لئے نارویجئین زبان کے ماہر اور فن لینڈ میں تبلیغ کے لئے فینش زبان کے ماہر اور یوگوسلاویہ میں تبلیغ کے لئے یوگوسلاوین اور البانین (وہاں کی دو زبانیں ہیں) ان کے ماہر اور اٹلی میں تبلیغ کے لئے اٹیلین زبان کے ماہر چاہئیں۔ غرضیکہ ملک ملک کی زبان احمدیوں کو گروپ کے لحاظ سے آنی چاہیئے۔ ایک گروپ ایسا ہو جو اٹیلین زبان سیکھ رہا ہو ایک جو فرانسیسی زبان سیکھ رہا ہو۔ وغیرہ وغیرہ۔ پھر افریقہ کی قبائلی زبانیں ہیں۔ وہ ان کی نیم قومی زبانیں ہیں۔ وہاں شاید ہی کئی ملک ہو جہاں کی قومی زبان کوئی ایک ہو۔ صرف سواحیلی زبان مشرقی افریقہ میں ہے جو زبان بولی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بعض ماہر اس زبان کے دے دیئے تھے۔ اور

قرآن کریم کا ترجمہ ہوگیا۔ ہمارے یہاں خود پاکستان میں سندھی میں تفسیر صغیر کا ترجمہ نہیں ہو سکا۔ اب میں نے ایک دوست کو لگایا ہے۔ ان کو میں نے تاکید کی ہے کہ ایک سال کے اندر اندر مجھے دس پاروں کا ترجمہ دو تاکہ پہلی جلد ہم سندھی میں شائع کر سکیں اور پھر اس کے بعد ہر سال ایک ایک جلد شائع ہو اور تین سال بعد یہ مکمل ہو جائے۔ پھر اکٹھا شائع کریں۔ پھر اس کے اوپر تنقید ہوگی۔ تبصرے ہوں گے کچھ غلط تبصرے ہوں گے اور کچھ صحیح۔ اس کے نتیجہ میں اگر زبان کا کوئی محاورہ غلط استعمال ہوگیا ہوتو اس کی تصحیح کرنی پڑے گی۔ لیکن اب سندھی میں بھی گجراتی زبان جو بمبئی وغیرہ میں بولی جاتی ہے اور سندھ یہ کسی زمانہ میں ایک ہی صوبہ رہا ہے۔ کراچی میں اور حیدر آباد میں اور سندھ کے مختلف علاقوں میں نیز دوسرے بہت سے مسلمان گجراتی بولنے والے ہیں اور مطالبہ تو بہرحال میرے پاس آنا ہے وہ آجاتا ہے کہ ہم نے فلاں جگہ تبلیغ کی وہ کہتے ہیں کہ گجراتی زبان میں لٹریچر دو۔ اب اگر آپ گجراتی نہیں پڑھیں گے اور اس کے ماہر نہیں بنیں گے تو میں گجراتی زبان میں کہاں سے لٹریچر مہیا کروں گا۔ بہرحال یہ کام تو انسان نے کرنا ہے۔ آسمان سے فرشتوں نے آ کر زبانوں میں تراجم نہیں کرنے۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے۔ ان تراجم کے نتیجہ میں دنیا میں اثر پیدا کرنا یہ فرشتوں کی ذمہ داری ہے۔ لیکن تراجم کرنا یہ ہماری ذمہ داری ہے کام بٹا ہوا ہے۔ تقسیم کار ہے۔ جو ہمارا کام ہے وہ ہم نے کرنا ہے کسی اور نے نہیں کرنا۔ ملائکہ نے بھی نہیں کرنا۔ جو ملائکہ کا کام ہے وہ ہم کر ہی نہیں سکتے۔ ڈاکٹر بھیجنا ہمارا کام تھا۔ وہ ہم نے بھیج دیئے۔ نسخہ لکھنا ڈاکٹر کا کام تھا وہ نسخہ لکھ دیتا ہے شفا دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ آسمانوں سے فرشتے آئے اور انہوں نے ہمارے ان ڈاکٹروں کے ہاتھ میں جو نصرت جہاں سکیم کے ماتحت باہر گئے تھے شفا رکھ دی اور ان کے علاج میں برکت ڈالی اور ان کا اثر اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا اور مریض ان کی طرف کھنچے چلے آئے اور تبلیغ کے مواقع پیدا ہو گئے۔

پس جو ہمارا کام ہے وہ ہم نے خود کرنا ہے جو فرشتوں کا کام ہے وہ وہی کریں گے۔ کیونکہ ان کے متعلق تو کہا گیا ہے کہ وہ انکار کر ہی نہیں سکتے۔ يَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ (النحل:۵۱) جو حکم ہو اس کی پابندی کرتے ہیں۔ انسان کو یہ آزادی دی ہے کبھی وہ بغاوت کرتا ہے اللہ تعالیٰ

اسے محفوظ رکھے کبھی وہ غفلت اور سستی برتتا ہے انسان اللہ تعالیٰ کی پناہ میں رہے لیکن بہر حال اپنے کام ہم نے کرنے ہیں کسی اور نے آ کے نہیں کرنے۔ پس اس کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

اور پھر اہل ربوہ کو میں مختصراً کہتا ہوں کہ جلسہ آ رہا ہے۔ جلسہ کے لئے تیاری کرو ربوہ کو صاف ستھرا بنا کے اور اپنے چہروں کو پہلے سے بھی زیادہ اس بات کی عادت ڈال کر کہ آنے والوں کا استقبال بشاشت اور مسکراہٹوں کے ساتھ اہل ربوہ کریں گے۔

اللہ تعالیٰ اہل ربوہ کو بشاشت اور مسکراہٹ کی توفیق دے اور اللہ تعالیٰ پہلے سے بھی زیادہ کثرت کے ساتھ باہر سے آنے والوں کو بھی اس بشاشت اور ان مسکراہٹوں کے وصول کرنے کی توفیق دے۔ آمین

(از رجسٹر خطباتِ ناصر۔ غیر مطبوعہ)